(ب)
10420
۳/۲۳

دار الافتاء
نمبر 12/2.058

بجناب مفتی صاحب

السلام علیکم

میرے سوالات ایک بونس کی رقم سے متعلق ہیں جو کہ حکومت سندھ کے قانون THE SINDH COMPANIES PROFIT ACT کے تحت دیا جاتا ہے جس کی ایک کاپی سوالات کے ساتھ منسلک بھی ہے۔ اس بونس کو عموماً WPPF کہا جاتا ہے۔ خلاصہ قانون کا یہ ہے کہ اگر کوئی کمپنی کسی مالی سال میں منافع کرتی ہے تو اس منافع کی رقم کا 5% الگ کرے ایک اکاؤنٹ میں اس رقم کو رکھے جو کہ صرف اس بونس کے لئے کھولا گیا بنک اکاؤنٹ ہوگا اور پھر کمپنی میں کام کرنے والے لیبر / ورکرز میں ایک بتائے ہوئے کلیہ (Formula) کے مطابق تقسیم کرے اور تقسیم کے بعد اگر رقم بچ جائے تو وہ باقی رقم گورنمنٹ کو دے دی جائے۔

ان معاملات کو انجام دینے کیلئے "4" افراد کی کمیٹی بنائی جاتی ہے جسے Board OF Trustees کہا جاتا ہے۔ 2 افراد (Trustees) کمپنی کے نمائندہ اور دو (2) افراد (Trustees) ورکرز کے نمائندے ہوتے ہیں۔ قانون اس Board کو یہ اختیار دیتا ہے کہ

1- بونس / فنڈ کی رقم کو فوری طور پر ورکرز میں قانون کے کلیہ کے مطابق تقسیم کردے

2- کمپنی اگر درخواست کرے تو Board فنڈ کی رقم کو کچھ عرصہ (9 ماہ تک) Invest کرسکتا ہے انویسٹمنٹ سے حاصل ہونے والا Profit عام ورکرز میں قانون کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔ Investment صرف National Investment Trust (Unit) Certificates

یا

Government securities including Defence and Postal Saving Certificates

میں کی جاسکتی ہے

(جاری ہے)

مزید یہ کہ قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر کمپنی منافع کرنے کے بعد 5%
رقم فنڈ کیلئے الگ نہیں کرتی اور تاخیر کرکے رقم فنڈ کے اکاؤنٹ میں ڈالتی ہے جس کا مطلب
یہ ہوگا کہ کمپنی اس رقم کو اس عرصہ تک اپنے بزنس (Business) میں استعمال کرتی رہی ہے
تو اس طرح فنڈ کی رقم کا استعمال کرنے کی اجازت قانون دیتا ہے مگر ساتھ ہی شرط لاگو
کرتا ہے کہ جس دن کمپنی فنڈ/بونس کی رقم الگ کرکے WPPF فنڈ کے اکاؤنٹ میں
ڈالے اس وقت تاخیر کئے ہوئے دن کا حساب کرکے فنڈ کی خالص رقم پر بنک کی
مقرر کردہ شرح سود سے 2.5 فیصد بڑھا کر جو بھی شرح بنے اس لحاظ سے اضافی
رقم بھی خالص رقم کے ساتھ بنک کے فنڈ اکاؤنٹ میں ڈالے۔ یا کمپنی کے اعلان کردہ
(Dividend) ڈیویڈنڈ کے 75% فیصد کی شرح سے حساب کرکے اضافی رقم فنڈ کے اکاؤنٹ
میں ڈالے۔ ان دونوں صورتوں میں جو شرح زیادہ ہو اس کا انتخاب کیا جائے۔ یاد رہے
کہ اس تاخیر میں کمپنی ذمہ دار ہے۔ ورکرز یا Board ذمہ دار نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 1۔ اگر کمپنی کی درخواست پر Board کسی Investment میں فنڈ کی رقم رکھے اور
پروفٹ (Profit) حاصل کرکے ورکرز میں تقسیم کرے تو اس (Profit) کے استعمال
کا ورکرز کیلئے شرعاً کیا حکم ہے؟

سوال نمبر 2۔ اگر کمپنی فنڈ کی رقم کو تاخیر سے الگ کرتی ہے تو اس صورت میں کمپنی قانون
کے مطابق جو اضافی رقم خالص رقم کے علاوہ بونس/فنڈ کے اکاؤنٹ میں رکھے گی
اور ورکرز میں تقسیم کی جائے گی تو اس اضافی رقم سے متعلق ورکرز کیلئے شرعاً کیا
حکم ہے؟

دار الافتاء

مستفتی محمد خرم خان
مکان نمبر 412 - K ایریا کورنگی 5 کراچی
0313 2774067

ضروری وضاحت

۱- اس فنڈ (WPPF) کیلئے ایک بورڈ تشکیل دیا جاتا ہے جس کا ذکر سوال میں اور اس فنڈ کے قانون میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ٹرسٹ الگ سے اس فنڈ کے لیے نہیں بنایا جاتا، البتہ اس فنڈ کے لیے ادارہ کے (کمپنی کے) اکاؤنٹ سے الگ ایک علیحدہ اکاؤنٹ کھلوایا جاتا ہے جو صرف اسی بونس اور اس بونس سے حاصل شدہ پرونٹ (Profit) کے ساتھ مختص ہے

۲- بورڈ کے چاروں نمائندے (Trustees) کمپنی کے اپنے ملازم ہوتے ہیں۔ اس بورڈ میں دو افراد کمپنی کے اور باقی دو افراد ملازمین (ورکرز) کے نمائندے اور وکیل ہوتے ہیں۔ کمپنی اپنے افسران میں سے اپنے دو نمائندے چن لیتی ہے جبکہ ورکرز کے دو نمائندے اس کمیٹی سے ہوتے ہیں جو ورکرز کے کمپنی کے ساتھ مختلف معاملات اور امور (مثلاً Facilities, Agreement, Salary) وغیرہ کی انجام دہی کیلئے باقاعدہ ملازمین کے درمیان الیکشن اور ووٹنگ کے عمل سے تشکیل پاتی ہے۔ اس کمیٹی کو عموماً CBA یا Union بھی کہا جاتا ہے۔ پھر کمپنی اس کمیٹی (Union) سے درخواست کرتی ہے کہ آپ اپنے دو افراد ہمیں اس بورڈ آف ٹرسٹیز کے لیئے دیں تو پھر یہ کمیٹی (Union) باہمی مشاورت سے دو افراد اس بورڈ کے لیے چن لیتی ہے

(وضاحت: میری کمپنی میں کمیٹی (Union) 5 افراد پر مشتمل ہے دوسری کمپنیوں میں تعداد مختلف ہو سکتی ہے۔ غالباً 7 یا 8 افراد بھی ممکن ہیں)

۳- بورڈ آف ٹرسٹیز کا انہیں 4 افراد میں سے ایک چیئرمین ہوتا ہے جو ہر سال تبدیل ہوتا ہے۔ ایک سال کمپنی کے نمائندوں سے چنا جاتا ہے اور ایک سال ورکرز کے نمائندوں سے۔ اس بورڈ کے تمام فیصلے اکثریت کی رائے کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں اور جو فیصلہ دو دو کی اوسط سے پھنس جائے اس میں چیئرمین کو ایک اضافی ووٹ کا اختیار ہوتا ہے جسے استعمال کر کے چیئرمین (جو ہوتا) کسی بھی رائے کو ترجیح دے سکتا ہے۔

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

اصل جواب سے قبل ٹرسٹیوں کے بورڈ کی شرعی حیثیت کی تعیین اس حیثیت سے ضروری ہے کہ وہ ملازمین کا وکیل ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ اس کے معاملات ملازمین کی طرف منسوب ہونگے یا نہیں؟

(الف)۔۔۔ بورڈ کے تفصیلی طریقہ کار پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بورڈ کی شرعی حیثیت کمپنی اور ملازمین، دونوں طرف سے وکیل کی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بورڈ کے چار افراد میں سے دو کمپنی کے، اور دو ملازمین کے نمائندے ہیں اور ملازمین کے نمائندوں کا چناؤ اس یونین سے ہوتا ہے جو ملازمین کے متعلق مختلف امور کی دیکھ بھال اور ان کی انجام دہی کے لیے باقاعدہ انہیں کے درمیان چناؤ اور ووٹنگ سے بنائی جاتی ہے، اب اگر بورڈ کو ایک جانب کا وکیل مانا جائے، دوسری جانب کا نہیں، تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔

اگر یہ کہا جائے کہ عقودِ مالیہ میں ایک شخص یا ادارہ دونوں طرف سے وکالت کے فرائض انجام نہیں دے سکتا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ بورڈ اسی کمپنی کا ایک ذیلی شعبہ ہے لہٰذا بورڈ کو شخصِ قانونی کی حیثیت حاصل نہیں ہے، جب وہ شخص نہیں ہے تو اس کے افراد کی حیثیت کو ملحوظ رکھا جائے گا، جن میں سے دو کمپنی کے اور دو ملازمین کے نمائندے ہیں، اور فیصلے اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بورڈ کوئی عمل انجام دے گا تو یہ عمل بورڈ کے چاروں ممبران کی طرف منسوب ہوگا، لہٰذا بورڈ کی طرف سے جتنے بھی اعمال طے پائیں گے وہ کمپنی اور ملازمین دونوں کی طرف منسوب ہونگے، اسی بات کو دونوں کی طرف سے وکیل ہونے سے تعبیر کیا گیا، اور دونوں طرف سے افراد لینے سے بظاہر حکومتی قانون کا منشاء بھی یہی ہے۔

(ب)۔۔۔ جب یہ ثابت ہوا کہ بورڈ ملازمین کا بھی وکیل ہے تو جب وہ اصل بونس کی رقم پر قبضہ کرے گا، یا آگے سرمایہ کاری کرے گا تو یہ ایسے ہی ہے جیسے ملازمین نے خود یہ عمل انجام دیا ہو، اس لیے اگر بورڈ اس رقم کی کوئی غیر شرعی ~~[illegible]~~ سرمایہ کاری کرے گا تو اس کی نسبت ملازمین کی طرف بھی ہوگی۔ تاہم اگر کوئی ملازم یونین کی ووٹنگ کے عمل کے دوران یا پہلے اور بعد یہ آواز اٹھادے کہ میں سودی اور ناجائز معاملات پر راضی نہیں ہوں، تو ایسی صورت میں اس کی ذمہ داری ختم ہوجائے گی، تاہم اس سے حاصل شدہ نفع پھر بھی ملازمین کے لیے اسی تناسب سے جائز نہیں ہوگا۔ (وینظر التفصیل فی امداد الفتاویٰ ۳/۹۱ھ و اسلام اور جدید معیشت و تجارت ص ۱۰۷ تا ۱۰۸)

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

(ج)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ دونوں ادارے یعنی: "(۱) نیشنل انویسٹمنٹ ٹرسٹ یونٹ سرٹیفکیٹس۔ اور (۲) گورنمنٹ سیکیوریٹیز انکلوڈنگ ڈیفنس اینڈ پوسٹل سیونگ سرٹیفکیٹس۔" ہماری معلومات کے مطابق کاروبار میں شرعی طریق کار اختیار نہیں کرتے، لہٰذا کمپنی کی انتظامیہ اور ٹرسٹیوں کے بورڈ پر ان اداروں میں سرمایہ کاری سے بچنا لازم ہے، یہ رقم یا تو خود کمپنی اپنے کاروبار میں لگا کر اس پر نفع دے، یا کسی اور جائز کاروبار میں لگائے، یا پھر اصل بونس کی رقم ہی تقسیم کردے۔

اس وضاحت کے بعد آپ کے سوالوں کے جواب یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ان دونوں اداروں سے حاصل ہونے والے منافع کا استعمال ملازمین کے لیے درست نہیں ہے، صرف اصل بونس کی حد تک رقم کو استعمال کرسکتے ہیں، اضافی منافع کو بلانیتِ ثواب صدقہ کرنا، یا کسی کارِ خیر میں صرف کرنا لازم ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں کا الگ الگ تناسب نکال لیا جائے، جتنا حصہ اصل بونس کا ہو اس کا لینا جائز ہے، اور جتنا حصہ اضافی منافع کا ہو اسے صدقہ کردیں، اور یہ بات کہ تناسب کس طرح نکالا جائے تو اس کی وضاحت بورڈ کے ذمہ داران سے دریافت کرلی جائے۔

في فقه البيوع في بحث احكام المال الحرام ۲/۱۰۳۸):

............والخلاصةُ أنّ الغاصبَ إن خَلَطَ المغصوبَ بماله، مَلَكه وحلّ له الانتفاعُ بقدر حصّته على أصل أبي حنيفة، وعند محمّد رحمه الله تعالى، حل له الانتفاع بقدر حصته وان لم يملكه. فإن باعه أو وهبه بقدر حصّته، جاز للآخذ الانتفاعُ به. أمّا إذا باع أو وهب بعد استنفاد حصّته من الحلال، فيدخل فى الصّورة الثّانية الّتى كلُّ المخلوط فيها مغصوب، ولايحلّ له الانتفاعُ به، ولالّلذى يشترى أو يتّهب منه حتّى يؤدّى البدلَ إلى المغصوب منه. فأمّا إذا لم يعلم الآخذ منه كم حصّة الحلال فى المخلوط، يعمل بغلبة الظّنّ، فإن غلب على ظنّه أنّ قدرَ مايتعامل به حلالٌ عنده، فلابأس بالتّعامل، كما سيأتى فى الصّورة الرّابعة.وبما ان انه قد يتعسر معرفة قدر الحلال في المال المخلوط، او معرفة ان الغاصبَ استنفد ما فيه من الحلال، فلا شك ان الورع الاجتناب الا اذا كان الغالب فيه حلالا، ولكنّه من باب الورع، لاالفتوىٰ.

(۲)۔۔۔اس صورت میں ملازمین کے لیے اصل بونس کے ساتھ منافع کا استعمال کرنا بھی درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ کمپنی کا اصل کاروبار حلال ہو۔ کیونکہ اس دوسری صورت میں کمپنی فنڈ کی اصل رقم کو اپنی ملکیت میں ہی رکھتی ہے، یہاں ملازمین یا ان کے وکیل اصل فنڈ کی رقم وصول نہیں کرتے بلکہ فنڈ کمپنی ہی کے پاس رہتا ہے، وہی از خود اسے اپنے کاروبار میں کھپانے کے بعد اس پر نفع دیتی ہے، اس طرح یہ کمپنی کا جاری ہے۔۔۔۔۔۔

یکطرفہ عمل ہے، جس سے حاصل ہونے والا نفع بلاشبہ ملازمین کے لیے جائز ہے۔(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو نوادر الفقہ ۲/۱۲۷)۔

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي (۷/ ۳۰۰)

(قوله بل بالتعجيل أو بشرطه أو بالاستيفاء أوبالتمكن) يعني لا يملك الأجرة إلا بواحد من هذه الأربعة والمراد أنه لا يستحقها المؤجر إلا بذلك كما أشار إليه القدوري في مختصره. في مختصره لأنها لو كانت دينا لا يقال أنه ملكه المؤجر قبل قبضه وإذا استحقها المؤجر قبل قبضها فله المطالبة بها وحبس المستأجر عليها وحبس العين عنه وله حق الفسخ إن لم يعجل له المستأجر كذا في المحيط لكن ليس له بيعها قبل قبضها..................................والله سبحانه وتعالى اعلم

عبدالرحمن خضر غفرلہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۷/جمادی الثانی/۱۴۴۰ھ
۵/مارچ/2019ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۸-۶-۱۴۴۰

مفتی
دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
۲۹-۶-۱۴۴۰ھ
07-03-2019

الجواب صحیح
۲۹/۶/۱۴۴۰ھ

مفتی
دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
بندہ عبدالمنان عفی عنہ
۲۹-۶-۱۴۴۰ھ

نائب مفتی
دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
۲۹-۶-۱۴۴۰ھ

مفتی
دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
۱/۷/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۲/۷/۱۴۴۰ھ

دار الافتاء
دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
۳/۷/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود حسن عفی عنہ
۳/۷/۱۴۴۰ھ